# اسلام اور عصرِ حاضر

از داعیٔ کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ ندوۃ العلماء لکھنؤ

یہ مضمون ایڈیٹر الحق کی کتاب " اسلام اور عصرِ حاضر " کا پیش لفظ ہے جسے عالمِ اسلام کے مشہور عالم، مصنّف، مفکّر اور داعی مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ نے تحریر فرمایا تھا، مگر پاک و ہند کے درمیان ڈاک کی بدنظمی کی وجہ سے ہمیں اس وقت موصول ہُوا جب کتاب چھپ کر شائع ہوگئی۔ اب ہم اس سرمایۂ افتخار تحریر کو تبرکاً الحق میں شائع کر رہے ہیں۔ تاکہ یہ قیمتی تحریر محفوظ بھی ہوجائے اور کتاب کا تعارف بھی ہوسکے۔ " ادارہ "

اسلام اور عصرِ حاضر کے سلسلے میں جتنی مشکلات و مسائل ہیں وہ بیشتر مغربی تہذیب کے پیدا کردہ اور اس کی پروردہ ہیں، اس تہذیب سے شاید مغرب کو اتنا نقصان نہیں پہنچا جتنا مشرق اور خصوصاً عالمِ اسلام کو کیونکہ یہ تہذیب مغربی ممالک کے سیاسی و سماجی حالات و حوادث کے ساتھ تدریجاً ارتقار پذیر ہُوئی تھی لیکن مشرق اور عالمِ اسلام کی سرزمین کے لیے یہ پودا بالکل اجنبی تھا اس لیے اس کے غیر فطری نتائج سامنے آنا ضروری تھے، مشرقی اور اسلامی تہذیب و ثقافت سے مغربی تمدّن و ثقافت کے تصادم کے نتیجے میں عجیب و غریب اور حددرجہ پیچیدہ صُورتِ حال پیدا ہوگئی اور اس نے طوفانِ بلا خیز اور ایک سیلِ بے پناہ کی طرح مشرق کی آب و ہُوا، تمدّن و تہذیب، علوم و فنون، سیاست و ثقافت، معیشت و معاشرت ایک ایک چیز کو اپنی لپیٹ میں لے لیا اور اپنے رنگ میں رنگ دیا۔

اس صورتِ حال نے مشرقی اور اسلامی ممالک میں دو قسم کے ذہن پیدا کیے۔ ایک وہ جس نے زمانہ سازی سے کام لیتے ہوئے یہ کہنا شروع کیا کہ ؎ چلو تم اُدھر کو ہَوا ہو جدھر کی
اور دوسرا جس نے اس خطرے کی دہشت ناکی اور دُور رس اثرات و نتائج کا اندازہ کرکے اسے

ایک چیلنج سمجھا اور اس کے خلاف جدّ وجہد شروع کی، یہ دوسرا ذہن دینی احساس وشعور اور ملّی غیرت و حمیت رکھنے والے افراد کا تھا جنھیں تیار کرنے اور جن کی ذہن سازی میں اہلِ درد اور فکرمند علماء کا بہت کچھ ہاتھ تھا، لیکن ایسے علماء کی تعداد بہت کم تھی اور ہے جو مغربی تہذیب وثقافت کے کمزور پہلوؤں اور اس کی دکھتی رگوں کو اچھی طرح پہچانتے ہوں اور اسلام کی طرف سے اس کے جواب ودفاع کا فرض بھی خوش اسلوبی اور جدید طرز پر انجام دے سکتے ہوں۔

مقامِ شکر ہے کہ مولانا سمیع الحق صاحب، علماء کے اسی باشعور طبقے سے تعلق رکھتے ہیں جو مغربی تہذیب کے نقائص وعیوب کو جانتے اور ان پر بر وقت گرفت کرتے رہتے ہیں۔

"اسلام اور عصرِ حاضر" کے نام سے انھوں نے اپنی لکھی ہوئی تحریرات یکجا کر دی ہیں جو انھوں نے وقتاً فوقتاً پیش آنے والے مسائل اور تحریکات کے جواب میں لکھیں۔

اس لیے اس کے موضوعات میں خاصا تنوّع ہے اور انھوں نے تہذیبِ جدید کے براہِ راست یا بالواسطہ پیدا کردہ تقریباً تمام ہی تحریکات واثرات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

میں اپنی نظر کی کمزوری سے کتاب کو جستہ جستہ ہی دیکھ سکا لیکن ایک سرسری جائزے سے بھی مصنّف کے دینی مزاج وسلامتِ ذہن اور اصابتِ رائے اور شگفتہ طرزِ تحریر کا اندازہ ہو جاتا ہے اور مصنّف کے جذبۂ اسلامی اور دینی جوش وہوش کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

ہمیں یہ امید ہے کہ مصنّف ان متفرق مضامین کے علاوہ اس موضوع پر مستقل تصنیف کی داغ بیل بھی ڈالیں گے۔ بہرحال یہ کتاب بھی ہر اصلاح پسند اور دردمند مسلمان کے ہاتھ میں جانے کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ مصنّف کی محنت قبول کرے اور ان خیالات کو مقبولِ عام بنائے۔

ابوالحسن علی ندوی
دائرہ شاہ علم اللہؒ رائے بریلی
۴ر شوال ۱۳۹۶ھ